ڈاکٹر صدف فاطمہ

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، یونیورسٹی آف کراچی

عظمیٰ نورین

پی ایچ ڈی اسکالر، جی سی ویمن یونیورسٹی سیالکوٹ

یوسف خان کمبل پوش پہلا مرد اور رفیعہ نازلی سلطان پہلی خاتون سفر نامہ نگار

Dr. Sadaf Fatima

Assistant Professor, Department of Urdu, University of Karachi.

Uzma Noreen

Scholar Ph.D Urdu, G.C Women University, Sialkot.

Yousuf Khan Kambal Posh First Man and Rafia Nazli Sultan First Female Travelogue

Travelogue, an important feature of Urdu literature is used to narrate one's observation and experiences during a particular travel. In fact it is a big source to know about the values, norms and geographical features of an area. A travelogue is considered at its best when among other things it entails the civic and academic aspects also. Yousaf Khan "Kambale posh" a resident of Hyderabad wrote the first ever travelogue in Urdu with the name of "Tareikh e yusfi" It is also known by the name of "Ajaiybaat e Frang" His style is soft attractive and heart touching. The first female to write a Travelodge in Urdu is Nazli Raffia Sultan, who wrote about her Europe travel with the name of "Sair e Europe " Subsequently so many writers have contributed in this field.

Keywords: *Travelogue, Observation. Civic, Contribution and Europe.*

"سفر" عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی مسافت طے کرنا۔ سیاحت کے لیے نکلنا۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا۔ ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل ہونے کے ہیں۔ اردو زبان میں یہ لفظ عربی سے مستعار ہے اور انہی معنوں

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber 2021)

میں استعمال ہوتا ہے اردو کی طرح فارسی میں بھی یہ لفظ عربی سے لیا گیا ہے۔ جس کے معنی مسافرت، سیاحت اور ایک جگہ سے دوسری جگہ آنے جانے کے ہیں۔(۱)

> "نامہ" فارسی زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معنی لکھے ہوئے خط، فرمان یا عمومی طور پر تحریر شدہ عبارت کے ہیں۔ اس لیے اردو کے علماء نے سفر عربی سے اور نامہ فارسی سے لے کر "سفر نامہ" اصطلاح وضع کی۔(۲)

(Travelogue) اردو میں سفر نامہ یا روودادِ سفر یا سفری تجربات مشاہدات کو رقم کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے انگریزی میں اس کے لیے مستعمل ہے۔ جس کے معنی اردو کی نسبت قدرے وسیع ہیں۔(۳)

اصنافِ نظم ونثر کی دیگر اقسام کی طرح سفر نامے کی بھی کوئی مکمل، جامع اور معیاری تعریف نہیں کی جاسکتی۔ بعض ناقدین کے نزدیک سفر نامے کو خارج سے متعلق بیانیہ اصناف میں شمار کیا جاسکتا ہے۔ جس میں سفر نامہ نگار اپنے چشم دید واقعات بیان کرتا ہے۔(۴)

سفر نامہ نگار اپنی تحریر میں خارجی عناصر کو اپنے جذبات اوراحساسات کی چاشنی دے کر بیان کرتا ہے جس میں قاری بھی شریک ہو جاتا ہے۔ جب کہ ایک سائنس دان اپنی تحریر میں خارجی مناظر اور ظاہری صورتِ حال کو ہی لیتا ہے ہاں اگر سائنس دان کی تحریر میں جذبات واحساسات کا عنصر بھی شامل ہو جائے تو یہ بھی سفر نامہ کہلایا جاسکتا ہے۔(۵)

ادب اپنی ماہئیت کے اعتبار سے علم نہیں فن ہے اور فن کا مقصد حصولِ مسرت ہوتا ہے۔ جس کے ساتھ ساتھ یہ زبان سکھانے کا بھی مؤثر ترین وسیلہ ہوتا لیکن ہر تحریر ادب نہیں ہوتی ادب وہی ہو گا جس میں زندگی کے داخلی اور خارجی حقائق کی سچی ترجمانی حسین انداز میں کی گئی ہو گی۔ (۶)

سفر نامے کو ادب کی درج بالا تعریف پر اگر پر کھا جائے تو ہم دیکھتے ہیں کہ سفر نامہ نگار اپنی تحریر کے ذریعے نہ صرف معلومات بہم پہنچاتا ہے بلکہ وہ اپنے تخلیقی تجربے میں اپنے احساسات اور جذبات کے ذریعے دوسروں کو بھی شریک کرلیتا ہے یوں سفر نامہ معلوماتی تحریر سے ادبی صنف میں آجاتا ہے۔(۷)

قرآن مجید میں بھی سفر کا ذکر موجود ہے کہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضرؑ کس طرح سفر کرتے ہیں اور حضرت موسیٰؑ کو حضرت خضرؑ مختلف اقوام کی تہذیب ومعاشرت سے کس طرح آگاہ کرتے ہیں اور حضرت موسیٰؑ کے بار بار سوال کرنے پر آخر کار حضرت خضرؑ اپنا سفر الگ کرلیتے ہیں۔ کہ کہنے کا مطلب صرف یہ ہے کہ سفر اور

انسانی زندگی میں ایک گہرا تعلق موجود ہے اور انسان اپنی فطرت کے عین مطابق اپنے سفر کی روئداد زبانی یا تحریری ضرور بیان کرتا ہو گا ان سفر ناموں میں یقیناً موجودہ سفر ناموں کی خوبیاں نہ ہوں گی کہ ان میں زبان و بیان ، داخلیت، جذبات نگاری اور معلومات کی فراہمی وغیرہ کا خاطر خواہ خیال رکھا جائے گا۔ لیکن ایک صفت جو قدیم اور جدید سفر ناموں میں مشترک ہے وہ دل چسپی کا عنصر ہے۔ قدیم دور میں سفر کرنے والا انسان جب اپنی روئداد سناتا ہو گا تو دوسروں کی توجہ برقرار رکھنے کے لیے وہ لازماً مزاج اور دل چسپی کو اپنے بیان میں شامل کرتا ہو گا(۸)

سفر نامہ بنیادی طور پر معاشرتی، جغرافیائی اور انفرادی معلومات کا ایک بڑا ذخیرہ ہوتا ہے۔ ترقی یافتہ اقوام اپنے دانش مندوں، فلسفیوں، سائنس دانوں اور حکماء کی یادداشتوں اور سفر ناموں کو بڑی اہمیت دیتی ہیں۔ کیوں کہ علم و دانش کے یہ ذخیرے کسی اقوام کے ارتقائی سفر میں زادِراہ کا کام دیتے ہیں۔ سفر نامہ ایک دیدۂ بینا کے ان تجربات و مشاہدات کا ماحصل ہوتا ہے جو اپنے معاشرے اور اس کے دیس کے درمیان موازنہ اور تجزیے کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ موازنہ اور تجزیہ کبھی شعوری ہوتا ہے اور کبھی لاشعوری۔ تاہم سفر نامے کی پہلی اور سب سے اہم خوبی یہ کہ وہ دو مختلف معاشروں کے درمیان تجزیے اور موازنے کی کیفیت کو ابھارے۔ لیکن یہ بات ہر حال پیشِ نظر ہے کہ سفر نامے کا بنیادی منصب دو معاشروں یا جغرافیوں کے درمیان موازنہ یا تجزیہ نہیں۔(۹)

سفر اور سفر نامے نے ایک اور کام جو بخوبی انجام دیا ہے وہ دو قوموں کے مابین ایک تہذیبی رشتے، علمی تعلق اور نئے جزیروں کی تلاش ہے۔ امریکا ہو یا ہندوستان، باقی دنیا سے رشتہ جوڑنے کے لیے سیّاح نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس حوالے سے ایک اچھے سفر نامے میں تہذیبی اور علمی عناصر کی شمولیت بہتر سمجھی جاتی ہے۔ اس لیے سفر ناموں میں انسانی زندگی کے ایسے گوشوں پر بھی روشنی ڈالی جاتی ہے جو تاریخ ادب اور جغرافیے کی دوسری کتابوں میں تاریک چھوڑ دیے جاتے ہیں۔(۱۰)

سفر نامہ سفر نامہ نگار سے اس جغرافیے کی مکمل یا اس جغرافیے کی کسی ایک قصے کی مکمل تصویر چاہتا ہے۔ جس میں جیتے جاگتے انسان دکھائی دیں۔ سفر نامہ تاریخ ہے اور نہ جغرافیہ۔ لیکن اس صنفِ ادب سے اکثر تاریخیں عالمِ وجود میں آئیں اور جغرافیے کے بہت سارے خاکے دستیاب ہوئے۔ یہ نہ سماجی علوم کی کتاب ہے اور نہ انسانیات کے مطالعے کا صحیفہ لیکن اس میں بہت سے سماجی علوم راہ پا گئے ہیں اور اچھے سفر نامے میں انسانیت کے مطالعے کے وافر امکانات پائے جاتے ہیں۔ کسی ملک کے اقتصادی، معاشی اور سیاسی حالات کا اندازہ سفر ناموں سے بڑی حد تک لگایا جا سکتا ہے لیکن اس میں افراط و تفریط کا حدشہ بھی لگا ہوا ہے۔ گو سفر نامہ حر کی تاثرات کا ایک وقتی

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber 2021)

وجذبات ریکارڈ ہے۔ پھر بھی اس میں ماضی کی داستان سمونے اور حال کے واقعات بیان کرنے کی بے پناہ صلاحیت ہے۔(۱۱)

سفر نامے کی بنیادی خصوصیات یہ ہیں کہ اس کی نثر دل کش ہو، مشاہدہ گہرا ہو۔ مصنف جس لطف سے سرشار ہے قاری کو اس کا برابر کا شریک کر سکے۔ یعنی مصنف کے ساتھ قاری بھی سیر کرنے لگے۔(۱۲)

اردو ادب میں سفر ناموں کی تاریخ زیادہ قدیم نہیں ہے۔ اس کا آغاز ۱۸۷۴ء سے ہوتا ہے اور یوسف خاں کمبل پوش کے "تاریخ یوسفی" کو اردو کا پہلا سفر نامہ قرار دے دیا جاتا ہے۔ جس کا دوسرا نام "عجائباتِ فرنگ" ہے۔ بعض ناقدین اردو ادب میں سفر نامے کا آغاز سر سید کو قرار دیتے ہیں ان کے خیال میں سر سیّد احمد خان کا "مسافرانِ لندن" اردو کا پہلا سفر نامہ ہے مگر ڈاکٹر مرزا حامد بیگ اپنی کتاب میں "اردو سفر نامے کی مختصر تاریخ" میں یوسف خان کمبل پوش ہی کو اردو کا پہلا سفر نامہ نگار قرار دیتے ہیں۔(۱۳)

یوسف خان کمبل پوش حیدر آباد کا باشندہ تھا۔ لکھنؤ میں نصیر الدین حیدر شاہ کی فوج میں ملازم تھا۔ انگریزی راج کی بدولت وہ انگریزی سیکھ جاتا ہے اور انگریز دیس کو دیکھنے گھر سے نکل کھڑا ہوتا ہے۔ یورپ اور فرانس کا سفر کر کے لوٹتا ہے اور اپنے سفر نامے میں بے باکی سے کام لینے کی کوشش کرتا ہے لیکن چوں کہ وہ یورپ سے بری طرح مرعوب ہے اسی لیے لڑکھڑا جاتا ہے۔(۱۴)

اس سفر نامے کو پڑھ کر ہمیں یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ ملک کتنی دولت وثروت کا مالک ہے۔ اس کے مقابلے میں ہندوستان ایک بہت ہی غریب ملک ہے۔(۱۵)

یوسف خان کمبل پوش کی طرزِ تحریر میں اس بات کا افسوس جھلکتا ہے کہ ہندوستان کچھ نہیں۔ ان کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ انہوں نے ہندوستان کی کمتری اور اس کی برائیوں پر پردہ ڈالنے کی بجائے اسے سچائی کے ساتھ پیش کر دیا ہے اور ہر جگہ یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ انگلستان ہندوستان سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔ انہوں نے اصلیت سے کہیں گریز نہیں کیا۔ ان کی تحریر سے صاف گوئی اور فرض شناسی کا احساس نمایاں ہوتا ہے وہ دوسرے سیاحوں کی طرح یورپ سے مرعوب ہیں اور جگہ جگہ اہلِ یورپ کا مقابلہ ہندوستان سے کر کے مغرب کے لوگوں کو سراہتے ہیں اور وہاں کے حسن وجمال کی تعریف کرتے ہیں۔(۱۶)

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber 2021)

یوسف خان کمبل پوش کی تحریر سے ان کی علمی، ادبی اور سماجی معلومات کی وسعت کا اندازہ ہوتا ہے۔ جہاں تک ان کی علمی قابلیت کا تعلق ہے ان کا مطالعہ بہت وسیع ہے۔ ان کا طرزِ تحریر تصنّع اور بناوٹ سے پاک ہے۔ ان کے الفاظ علمی ذوق کی دلالت کرتے ہیں۔[۱۷]

سفر نامے کی زبان قدیم ہے۔ لیکن طرزِ بیان سادہ اور دل کش ہے۔ کہیں کہیں قافیہ پیمائی بھی کی گئی ہے، بعض جگہ داستان کی سی دلچسپی پیدا کی گئی ہے۔ مصنف خود بھی سفر کا مزہ لیتا ہے اور قاری کے لیے بھی دل چسپی کا سامان فراہم کرتا ہے۔ اسی طرح اس کی شخصیت سفر نامے میں بڑی دل کش بن جاتی ہے۔[۱۸]

سفر نامہ "عجائباتِ فرنگ" یوسف خان کمبل پوش کے گہرے مشاہدے کا عکاس ہے۔ یہ سفر نامہ ۱۸۵۷ء سے قبل کی نثر کا ایک اچھا نمونہ ہے۔ یہ سفر نامہ اتنا دلچسپ، شگفتہ، شیریں اور دل آویز ہے کہ ہاتھوں میں لینے کے بعد پورا پڑھے بغیر ہاتھ روکنا مشکل ہو جاتا ہے۔ انہوں نے اپنے وسیع علمی مطالعے کو گل بوٹوں سے سجا کر پیش کیا ہے۔[۱۹]

یوسف خان کمبل پوش ۱۸۵۷ء کے بعد مردوں کے ۱۰ سفر ناموں کی فہرست درجِ ذیل ہے۔

۱۔ ۱۸۵۰ء سفر نامہ منگو پارک۔ نام مترجم: ندارد
۲۔ ۱۸۵۱ء سیرِ محتشم۔ محتشم الدولہ غوث محمد خان
۳۔ ۱۸۵۲ء تاریخِ افغانستان۔ سید فدا حسین
۴۔ ۱۸۶۵ء سفیرِ اودھ۔ مسیح الدین علوی
۵۔ ۱۸۷۶ء تزکِ جرمنی۔ پرنس البرٹ / پنڈت بشمبھر ناتھ
۶۔ ۱۸۷۹ء سفر نامہ برہما۔ میرٹھ۔ نور احمد منشی جعفر تھانیسری
۸۔ ۱۸۸۲ء سفر نامۂ ہندوستان۔ جنیدہ رام پلیڈر
۹۔ ۱۸۸۴ء سفر نامۂ پنجاب۔ سر سید احمد خان / اقبال علی سید، ء۔
۱۰۔ ۱۸۸۶ء لیڈی دفرن کی چند روزہ سیر حیدرآباد لیڈی دفرن / محمد مظہر (مرتب)[۲۰]

۱۹۰۸ء میں نازلی رفیعہ سلطان نے "سیر یورپ" کے نام سے سفر نامہ تحریر کر کے پہلی خاتون سفر نامہ نگار ہونے کا اعزاز حاصل کی۔ اس سفر نامے کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ انہوں نے یورپ کی تصویر کشی عمدہ پیرائے میں کی ہے۔[۲۱]

نازلی رفیعہ سلطان نے "سیر یورپ" میں یورپ کے سفر کی روداد قلم بند کی ہے۔ یہ سفر ۲۵ اپریل ۱۹۰۸ء سے شروع ہو کر ۱۱ اکتوبر ۱۹۰۸ء کو ختم ہوا۔ مصنفہ کے اس سفر نامے کو ان کی بہن زہرہ بیگم فیضی نے مرتب کیا ہے۔ کتاب میں ۲۴ تصاویر بھی شامل ہیں۔ مصنفہ نے اپنے سفری حالات تحریر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ انہوں نے پانی کے جہاز میں سفر کیا۔ اس لیے اپنے بحری جہاز کے سفر کے تجربات بیان کیے ہیں۔ انہوں نے سفر نامے میں روزنامچہ کا انداز اختیار کیا ہے۔ انہوں نے شرکائے سفر کے نام بھی درج کیے ہیں، جو یہ ہیں۔ نواب سر سید احمد خان بہادر بھائی صاحب، علی اصغر بیگ، فیضی، ہمشیرہ عطیہ بیگم فیضی، سرداری سیّدی حسن، سیّدی سعید صاحب، ڈاکٹر ہاشم لاکھانی، ایک ملازم، ایک خادمہ اور مصنفہ۔ (۲۲)

مصنفہ کا طرزِ بیان سادہ، سنجیدہ اور دل کش ہے۔ مصنفہ خود بھی سفر کا مزہ لیتی ہے اور قاری کے لیے بھی دل چسپی کا سامان مہیا کرتی ہیں۔ ان کے بیان میں ایجاز و اختصار پایا جاتا ہے جو اپنے عہد کی نمائندگی کرتی ہیں۔ اس میں ربط و تسلسل موجود ہے۔ (۲۳)

آج کی زبان کے مقابلے میں فاضل مصنفہ کی زبان قدرے پرانی اور محاورے سے نامانوس لگتے ہیں اور ان کے لاشعور میں شاید ایسا کوئی ابہام رہا ہو گا کہ جس کے پیشِ نظر وہ جگہ جگہ اپنے ہی نامانوس الفاظ اور عسیر الفہم محاورات کی تشریح بین السطور کرتی چلی جاتی ہیں۔ (۲۴)

مصنفہ نے تہذیب اور تاریخ کو الگ سے بیان نہیں کیا مگر باتوں باتوں میں ان کے بارے میں خاصی معلومات کو یکجا کر دیا ہے جو کہ سفر نامے کے لوازمات کو ہی پورا کر رہی ہے۔ یہ بیسویں صدی کی ایک خاتون کا سب سے پہلا اعلیٰ درجے کا سفر نامہ ہے۔ (۲۵)

نازلی رفیعہ سلطان ۱۹۰۸ء کے بعد ۱۰ سفر ناموں کی فہرست سرج ذیل ہے۔

۱۔ دنیا عورت کی نظر میں   سربلند جنگ بہادر بیگم   ۱۹۰۹ء

۲۔ سفر نامۂ عراق   عزلت بیگم   ۱۹۱۵ء

۳۔ سفر نامہ پونا مدراس وغیرہ   بیگم صاحبہ سید ہمایوں مرزا صاحب   ۱۹۱۸ء

۴۔ سیاحتِ سلطانی   شاہ بانو صاحبہ   ۱۹۱۸ء

۵۔ سفر نامۂ یورپ   صغرا بیگم حیا   ۱۹۲۶ء

۶۔ مدر انڈیا یا مادرِ ہند   کتھرائن مؤومس / ع م مترجم   ۱۹۲۸ء

۷۔ سفر نامہ بلادِ مقدس راحیل شروانیہ ۱۹۲۹ء

۸۔ سفر نامہ بغداد رولینڈ ولکنس (مسز) ۱۹۲۹ء

۹۔ مشاہداتِ بلادِ اسلامیہ محمود عثمان حیدر ۱۹۳۲ء

۱۰۔ حجِ زینب لیڈی ایولن کبولڈ زینب کا سفر نامہ حرمین ۱۹۳۳ء

مندرجہ بالا اقتباسات کی روشنی میں یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ اردو سفر ناموں میں بہ لحاظ اندازِ بیان بے حد تنوع ہے۔ یہ نگر نگر کا سندیسہ اور دیس دیس کی بیشتر باتیں مشترک ہیں۔ لیکن کتنی ہی مختلف کیوں نہ ہوں ان کی بنیادی قدریں ایک ہی ہیں۔ ہم انسانوں کو خطے اور ملکوں میں تقسیم کر سکتے ہیں لیکن ان کے جینے کے انداز کو جدا نہیں کر سکتے۔ کیوں کہ دل کی دھڑکن تیز ہو یا دھیمی اس کا سوز و ساز اس کی لگن اس کی پکار ایک ہی ہو گی۔ شاید یہی سبب ہے کہ دنیا کی تمام تہذیبیں بول چال کے طریقے، رکھ رکھاؤ کا چکر باوجود ہزاروں نشیب و فراز کے پھر بھی ایک طاقت ور کشش کے اندر ہی گھومتا ہے اور وہ کشش انسانیت کی کشش ہے۔ جس کے باہمی مضبوط رشتوں کی بنا پر انسان ہزارہا پگڈنڈیوں پر جانے کے بعد بھی ضرور ایک دن اپنی ارتقائی منزل میں انسانیت کے راستے پر آجائے گا۔ اس کی ہلکی سی آواز فضا کے کسی نامعلوم گوشے سے سنائی دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج کا انسان بین الاقوامی نقطۂ نظر پر سوچنے کے لیے مجبور ہے۔ ظاہری دباؤ اثرات کے تحت وہ اپنی اس ملکوتی آواز کو دبانے کی کوشش اگر کرے بھی تو جذبہ انسانیت میں ان کا ردِ عمل ایک مضبوط یقین بخشتا ہے۔(۲۶)

اس مختصر سے جائزے کے بعد ہم کہہ سکتے ہیں کہ ادب کی دوسری اصناف کے مقابلے میں نظم کو چھوڑ کر ناول فن کار کے لیے وسیع ترین کینوس مہیا کرتی ہے۔ ناول نگار کو آزادی ہوتی ہے کہ وہ زندگی کو ایک وقت میں ایک سے زیادہ زاویوں سے دیکھے اور اس کے متضاد دو قوتوں کو ایک ساتھ پیش کر سکے لیکن ایک سفر نامہ یا ڈائری میں اس سے بھی وسیع امکانات کی گنجائش ہے۔

یہاں سفر نامہ نگار اس آزادی کے علاوہ کہ وہ زندگی کی ایک ہی وقت میں دو طرفہ عکاسی کرے اپنی ذاتی کشمکش اور احساسات کے دھندے سے بھی بچ نہیں سکتا۔ کیوں کہ مشاہدات لکھنے والے زمین کی صدائے بازگشت ہوتے ہیں۔ غرض اس صنفِ ادب میں کافی لچک ہے۔ شاید اس لیے مغرب کے اکثر نامور ادیب ڈائری یا سفر نامے میں اپنے اپنے نقاطِ نظر کی وضاحت کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔(۲۷)

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber 2021)

آج کل سفر نامہ نگار، مصنف اس بات کا قوی احساس رکھتا ہے کہ وہ ایک مخصوص صنفِ ادب کو استعمال کر رہا ہے جو دوسری اصناف سے ہر لحاظ سے منفرد ہے وہ اپنی آزادیوں اور پابندیوں سے بھی بخوبی واقف ہے۔ یہ اپنی انفرادیت میں اور وسعت پیدا کر رہا ہے اور زمانہ حال کے تقاضوں کو بھی خوبی سے سموتا جارہا ہے۔ یہی سفر نامے کی ضمانت ہے۔[۲۸]

بانی اردو مجلس مرزا فرحت اللہ بیگ نے "پردیس کی باتیں" میں لکھا ہے۔

سفر نامہ کس کا ہو کبھی بے کار مت سمجھو
اس آئینہ میں فرحت عکس عالم خواب آتا ہے
ہر ایک نقشِ قدم سیاح کا رہبر ہے منزل کا
ہزاروں گمراہوں کو راہ پر یہ ہی لگاتا ہے[۲۹]

حوالہ جات

۱۔ نفیسہ حق، سفر نامہ فن اور جواز، مشمولہ: ادراک (پشاور)، جنوری ۱۹۹۵ء، ص۸۸۔
۲۔ نفیسہ حق، سفر نامہ فن اور جواز، مشمولہ: ادراک (پشاور)، جنوری ۱۹۹۵ء، ص۸۹۔
۳۔ ایضاً۔
۴۔ پروفیسر محمد انور نذیر علوی، سفر نامے اور اردو ادب، مشمولہ: ماہِ نو، لاہور، جنوری ۱۹۹۲ء، ص۳۸۔
۵۔ ایضاً۔
۶۔ پروفیسر محمد انور نذیر علوی، سفر نامے اور اردو ادب، مشمولہ: ماہِ نو، لاہور، جنوری ۱۹۹۲ء، ص۳۹۔
۷۔ ایضاً۔
۸۔ ایضاً۔
۹۔ نفیسہ حق، سفر نامہ فن اور جواز، مشمولہ: ادراک (پشاور)، جنوری ۱۹۹۵ء، ص۹۶۔
۱۰۔ ایضاً۔
۱۱۔ ڈاکٹر قطب النساء بیگم ہاشمی، اردو سفر نامے، مشمولہ: صحیفہ، لاہور، اپریل ۱۹۶۱، ص۹۰۔
۱۲۔ ڈاکٹر قدسیہ قریشی، اردو سفر نامے ۱۹ اویں صدی میں، فوٹو آفسٹ پرنٹرز، دہلی، ۱۹۸۷ء، ص۴۹۔

۱۳۔ پروفیسر محمد انور نذیر علوی، سفر نامے اور اردو ادب، مشمولہ: ماہِ نو، لاہور، جنوری ۱۹۹۲ء، ص ۳۹۔

۱۴۔ ڈاکٹر قطب النساء بیگم ہاشمی، اردو سفر نامے، مشمولہ: صحیفہ، لاہور، اپریل ۱۹۶۱ء، ص ۹۱۔

۱۵۔ ڈاکٹر قدسیہ قریشی، اردو سفر نامے ۱۹ ویں صدی میں، فوٹو آفسٹ پرنٹرز، دہلی، ۱۹۸۷ء، ص ۱۷۶۔

۱۶۔ ایضاً۔

۱۷۔ ایضاً، ص ۱۷۷۔

۱۸۔ ایضاً، ۱۷۸۔

۱۹۔ ایضاً، ص ۱۷۹۔

۲۰۔ ضیاء اللہ کھوکر، فہارس الاسفار، شاکرین، لاہور ۲۰۰۴ء، ص ۴۰۔

۲۱۔ ڈاکٹر صدف فاطمہ، خواتین کے اردو سفر ناموں کا تحقیقی مطالعہ، انجمن ترقی اردو پاکستان، ۲۰۱۱ء، ص ۲۸۔

۲۲۔ ایضاً، ص ۲۹۔

۲۳۔ ایضاً، ص ۳۱۔

۲۴۔ ایضاً۔

۲۵۔ ایضاً۔

۲۶۔ ڈاکٹر قطب النساء بیگم ہاشمی، اردو سفر نامے، مشمولہ: صحیفہ، اپریل ۱۹۶۱ء، لاہور، ص ۹۸۔

۲۷۔ ایضاً، ص ۹۹۔

۲۸۔ ایضاً۔

۲۹۔ ایضاً۔